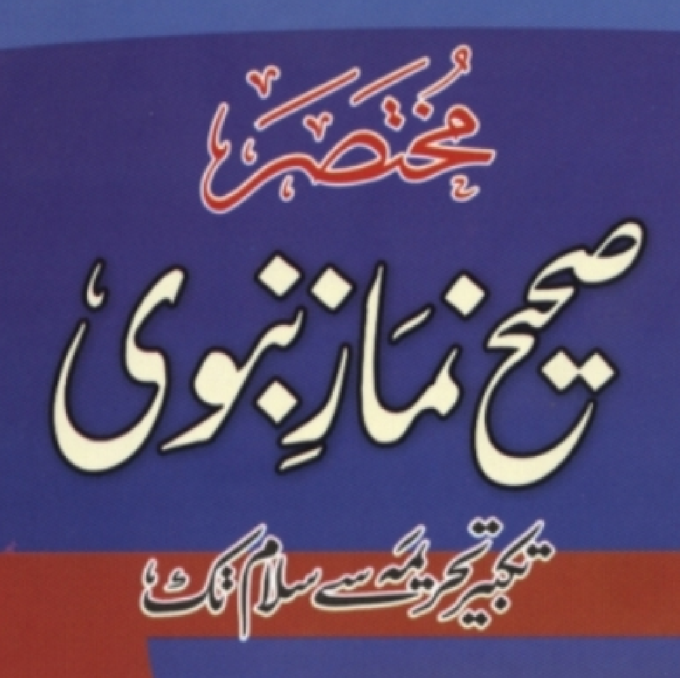


مختصر

صحیح نمازِ نبوی

تکبیر تحریمہ سے سلام تک



تالیف

حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

فہرست



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ اول

اقرارِ توحید کے بعد نماز اسلام کا دوسرا اور اہم رکن ہے۔ کتاب وسنت میں جہاں اس کی پابندی پر زور دیا گیا ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ((صلوا کما رأیتموني أصلي)) اس کی ادائیگی میں ''طریقۂ نبوی'' کو لازم قرار دیتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''مختصر صحیح نمازِ نبوی'' اسی اہمیت کے پیشِ نظر لکھی گئی ہے۔ جس میں استاذِ محترم حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے صحیح اور حسن لذاتہ احادیث کی رُو سے بڑے احسن انداز سے طریقۂ نماز کو بیان کیا ہے۔ نیز کئی ایک مقامات پر آثارِ سلف صالحین سے مسائل کی وضاحت اس پر سہاگا ہے۔

مذکورہ کتاب اگرچہ مختصر ہے مگر جامعیت وافادیت کے لحاظ سے ممتاز حیثیت کی حامل ہے۔

''مختصر صحیح نمازِ نبوی'' اس سے قبل ماہنامہ ''الحدیث'' حضرو میں چھپ چکی ہے لیکن احباب کے اصرار پر ترمیم واضافہ کے ساتھ اب اسے کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے۔

استاذِ محترم مستقبل قریب میں اس موضوع پر ایک تفصیلی کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ (ان شاءاللہ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور صحت وعافیت دے تاکہ کئی ایسے ارادوں کی تکمیل ہو سکے۔ (آمین)

حافظ ندیم ظہیر
معاون مدیر ماہنامہ ''الحدیث'' حضرو
(۲۰۰۶/۹/۲۴ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وضوکا طریقہ

۱: وضو کے شروع میں ''بِسْمِ اللّٰہِ'' پڑھیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ((لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ))

جو شخص وضو (کے شروع) میں اللہ کا نام نہیں لیتا اس کا وضو نہیں ہے۔ ❶

آپ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا: ((تَوَضَّؤُوْا بِسْمِ اللّٰہِ)) وضو کرو: بسم اللہ ❷

۲: وضو (پاک) پانی سے کریں۔ ❸

۳: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِيْ أَوْ عَلَی النَّاسِ لَأَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ))

اگر مجھے میری امت کے لوگوں کی مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں انھیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ ❹

آپ ﷺ نے رات کو اٹھ کر مسواک کی اور وضو کیا۔ ❺

---

❶ ابن ماجہ: ۳۹۷ وسندہ حسن، والحاکم فی المستدرک ۱/ ۱۴۷

❷ النسائی: ۱/ ۶۱ ح ۷۸ وسندہ صحیح، وابن خزیمۃ فی صحیحہ ۱/ ۷۴ ح ۱۴۴ وابن حبان فی صحیحہ (الاحسان: ۶۵۱۰/ ۶۵۴۴)

❸ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾

پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کر لو۔ (النسآء: ۴۳، المآئدۃ: ۶)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گرم پانی سے وضو کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۲۵ ح ۲۵۶ وسندہ صحیح)

لہٰذا معلوم ہوا کہ گرم پانی سے بھی وضو کرنا جائز ہے۔ [تنبیہ: نبیذ، شربت اور دودھ وغیرہ سے وضو کرنا جائز نہیں ہے]

❹ البخاری: ۸۸۷ ومسلم: ۲۵۲ ❺ مسلم: ۲۵۶

٤: پہلے اپنی دونوں ہتھیلیاں تین دفعہ دھوئیں۔ ❶

٥: پھر تین دفعہ کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں۔ ❷

٦: پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھوئیں۔ ❸

٧: پھر تین دفعہ اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئیں۔ ❹

٨: پھر (پورے) سر کا مسح کریں۔ ❺

اپنے دونوں ہاتھوں سے مسح کریں، سر کے شروع حصے سے ابتدا کر کے گردن کے پچھلے حصے تک لے جائیں اور وہاں سے واپس شروع والے حصے تک لے آئیں۔ ❻

سر کا مسح ایک بار کریں۔ ❼

---

❶ البخاری:١٥٩ ومسلم:٢٢٦ ☆ میمون تابعی رحمہ اللہ جب وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ١/٣٩ ح ٤٢٥ وسندہ صحیح)

استنجاء کے لئے جاتے ہوئے اذکار والی انگوٹھی کا اتارنا ثابت نہیں ہے، اس کے بارے میں مروی حدیث ابن جریج کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے سنن ابی داود (١٩) بتحقیقی

❷ البخاری:١٥٩ ومسلم:٢٢٦

بہتر یہی ہے کہ ایک ہی چلو سے کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں جیسا کہ صحیح بخاری (١٩١) وصحیح مسلم (٢٣٥) سے ثابت ہے۔ تاہم اگر کلی علیحدہ اور ناک میں پانی علیحدہ ڈالیں تو بھی جائز ہے۔

(دیکھئے التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ ص ٥٨٨ ح ١٤١٠ وسندہ حسن)

❸ البخاری:١٥٩ ومسلم:٢٢٦ ❹ البخاری:١٥٩ ومسلم:٢٢٦

❺ البخاری:١٥٩ ومسلم:٢٢٦

❻ البخاری:١٨٥ ومسلم:٢٣٥

❼ ابوداود:١١١ وسندہ صحیح

بعض روایتوں میں سر کے تین دفعہ مسح کا ذکر بھی آیا ہے۔ مثلاً دیکھئے سنن ابی داود: ١٠٧، ١١٠ وھو حدیث حسن

پھر دونوں کانوں کے اندر اور باہر کا ایک دفعہ مسح کریں۔ ❶

۹: پھر اپنے دونوں پاؤں، ٹخنوں تک تین تین بار دھوئیں۔ ❷

۱۰: وضو کے دوران میں (ہاتھوں اور پاؤں کی) انگلیوں کا خلال کرنا چاہئے۔ ❸

۱۱: داڑھی کا خلال بھی کرنا چاہئے۔ ❹

تنبیہ: وضو کے بعد شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے مارنا بھی ثابت ہے۔ (سنن ابی داود:۱۶۶ وھو حدیث حسن لذاتہ) یہ شک اور وسوسے کو زائل کرنے کا بہترین حل ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۶۷)

---

❶ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب وضو کرتے تو شہادت والی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالتے (اور ان کے ساتھ دونوں کانوں کے) اندرونی حصوں کا مسح کرتے اور انگوٹھوں کے ساتھ باہر والے حصے پر مسح کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۸ ح ۱۷۳ وسندہ صحیح)

تنبیہ: سر اور کانوں کے مسح کے بعد، الٹے ہاتھوں کے ساتھ گردن کے مسح کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

❷ البخاری:۱۵۹ ومسلم:۲۲۶

❸ ابوداود:۱۴۲ وسندہ حسن [الترمذی:۳۹ وقال: ''ھٰذا حدیث حسن غریب'']

❹ الترمذی:۳۱ وقال: ''ھٰذا حدیث حسن صحیح'' اس کی سند حسن ہے۔

۱۲ : وضو کے بعد درج ذیل دعائیں پڑھیں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ❶

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ❷

۱۳ : وضو کے بعض نواقض (وضو توڑنے والے عوامل) درج ذیل ہیں:

پیشاب، پاخانہ، نیند (سنن الترمذی: ۳۵۳۵ وقال: ''حسن صحیح'' وھو حدیث حسن) **مذی** (صحیح بخاری: ۱۳۲ وصحیح مسلم: ۳۰۳) **شرمگاہ کو ہاتھ لگانا** (سنن ابی داود: ۱۸۱ وصححہ الترمذی: ۸۲ وھو حدیث صحیح) **اونٹ کا گوشت کھانا** (صحیح مسلم: ۳۶۰)

---

❶ مسلم: ب ۱۷/ ۲۳۴

تنبیہ: سنن الترمذی (۵۵) کی ضعیف روایت میں ''**اللھم اجعلني من التوابین واجعلني من المتطھرین**'' کا اضافہ موجود ہے لیکن یہ سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے، ابو ادریس الخولانی اور ابو عثمان (سعید بن ہانی / مسند الفاروق لابن کثیر ۱/ ۱۱۱) دونوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا، دیکھئے میری کتاب ''انوار الصحیفۃ فی الاحادیث الضعیفۃ'' (ت: ۵۵)

وضو کے بعد آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر اشارہ کرنے کا صحیح حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ سنن ابی داود والی روایت (۱۷۰) ابن عم زہرہ کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

وضو کے دوران میں دعائیں پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

❷ السنن الکبریٰ للامام النسائی: ح ۹۹۰۹، وعمل الیوم واللیلۃ: ح ۸۰ وسندہ صحیح، اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ (مستدرک الحاکم: ۱/ ۵۶۴ ح ۲۰۷۲) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ''**ھذا حدیث صحیح الإسناد**''
(نتائج الافکار: ۱/ ۲۴۵)

تنبیہ: غسلِ جنابت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے استنجاء کریں پھر (سر کے مسح اور پاؤں دھونے کے علاوہ) مسنون وضو کریں اور پھر سارے جسم پر اس طرح پانی بہالیں کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے اور آخر میں پاؤں دھولیں۔



صحیح نمازِ نبوی

تکبیرِ تحریمہ سے سلام تک

۱ : رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ (کعبہ) کی طرف رخ کرتے، رفع الیدین کرتے اور فرماتے: اللہ اکبر [1]

اور فرماتے: جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ [2]

۲ : آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے [3]

یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے [4]

لہٰذا دونوں طرح جائز ہے لیکن زیادہ حدیثوں میں کندھوں تک رفع الیدین کرنے کا ثبوت ہے، یاد رہے کہ رفع یدین کرتے وقت ہاتھوں کے ساتھ کانوں کا پکڑنا یا چھونا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ مردوں کا ہمیشہ کانوں تک اور عورتوں کا کندھوں تک رفع یدین کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

---

[1] ابن ماجہ: ۸۰۳ وسندہ صحیح، وصححہ الترمذی: ۳۰۴ وابن حبان، الاحسان: ۱۸۶۲ وابن خزیمہ: ۵۸۷
اس کے راوی عبدالحمید بن جعفر جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصحیح الحدیث ہیں، دیکھئے نصب الرایہ (۱/۳۴۴)
ان پر جرح مردود ہے۔ محمد بن عمرو بن عطاء ثقہ ہیں۔ (تقریب التہذیب: ۶۱۸۷)
محمد بن عمرو بن عطاء کا ابوحمید الساعدی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مجلس میں شامل ہونا ثابت ہے، دیکھئے صحیح البخاری (۸۲۸) لہٰذا یہ روایت متصل ہے۔ البحر الزخار (۲/۱۶۸ ح ۵۳۶) میں اس کا ایک شاہد بھی ہے جس کے بارے میں ابن الملقن نے کہا: "صحیح علیٰ شرط مسلم" (البدر المنیر ۳/۴۵۶)

[2] البخاری: ۷۵۷، مسلم: ۳۹۷/۴۵

[3] البخاری: ۷۳۶، مسلم: ۳۹۰

[4] مسلم: ۲۶، ۳۹۱/۲۵

۳: آپ ﷺ (انگلیاں) پھیلا کر رفع یدین کرتے تھے ❶

٤: آپ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھتے تھے۔ ❷

لوگوں کو (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں۔ ❸

ذراع: کہنی کے سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک ہوتا ہے۔ (القاموس الوحید ص ۵٦۸)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی، کلائی اور ساعد پر رکھا ❹

ساعد: کہنی سے ہتھیلی تک کا حصہ (ہے) دیکھئے القاموس الوحید (ص ٧٦٩)

اگر ہاتھ پوری ذراع (ہتھیلی، کلائی اور ہتھیلی سے کہنی تک) پر رکھا جائے تو خود بخود ناف سے اوپر اور سینے پر آ جاتا ہے۔

۵: رسول اللہ ﷺ تکبیر (تحریمہ) اور قراءت کے درمیان درج ذیل دعا (سرًا یعنی بغیر جہر کے) پڑھتے تھے: ((اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِيْ وَبَیْنَ خَطَایَايَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ، اَللّٰھُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْأَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ ، اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ)) ❺

....

❶ ابوداود: ۷۵۳ وسندہ صحیح، وصححہ ابن خزیمہ: ۴۵۹ وابن حبان، الاحسان: ۱۷۷۴ والحاکم: ۱/۲۳۴ ووافقہ الذہبی

❷ احمد فی مسندہ ۵/۲۲٦ ح ۲۲۳۱۳ وسندہ حسن، وعنہ ابن الجوزی فی التحقیق: ۱/۲۸۳ ح ۴۷۷ دوسرا نسخہ: ۱/۳۳۸ ح ۴۳۴

❸ البخاری: ۷۴۰ وموطأ امام مالک: ۱/۱۵۹ ح ۳۷۷

❹ ابوداود: ۷۲۷ وسندہ صحیح، النسائی: ۸۹۰، وصححہ ابن خزیمہ: ۴۸۰ وابن حبان: ۱۸۵۷

تنبیہ: مردوں کا ناف سے نیچے اور صرف عورتوں کا سینے پر ہاتھ باندھنا (یہ تخصیص) کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

❺ البخاری: ۷۴۴، مسلم: ۵۹۸/۱۴۷

درج بالا دعا کا ترجمہ: اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی دُوری بنا دے جیسا کہ مشرق و مغرب کے درمیان دوری ہے، اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح (پاک) صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے (پاک و) صاف ہوتا ہے، اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھوڈال (معاف کر دے۔)

درج ذیل دعا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ)) [1]

ثابت شدہ دعاؤں میں سے جو دعا بھی پڑھ لی جائے، بہتر ہے۔

٦: اس کے بعد آپ ﷺ درج ذیل دعا پڑھتے تھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ [2]

٧: آپ ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے تھے۔ [3]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جہراً پڑھنا بھی صحیح ہے اور سراً بھی صحیح ہے، کثرتِ دلائل کی رو سے عام طور پر سراً پڑھنا بہتر ہے۔ [4]

اس مسئلے میں سختی کرنا بہتر نہیں ہے۔

---

[1] ابوداود: ۷۷۵ وسندہ حسن، النسائی: ۹۰۰، ۹۰۱، ابن ماجہ: ۸۰۴، الترمذی: ۲۴۲، واُعل بما لا یقدح وصححہ الحاکم: ۱/۲۳۵ ووافقہ الذہبی۔

ترجمہ: اے اللہ! تو پاک ہے، اور تیری تعریف کے ساتھ، تیرا نام برکتوں والا ہے اور تیری شان بلند ہے تیرے سوا دوسرا کوئی الٰہ (معبود برحق) نہیں ہے۔

[2] ابوداود: ۷۷۵ وسندہ حسن

[3] النسائی: ۹۰۶، وسندہ صحیح، وصححہ ابن خزیمہ: ۴۹۹ وابن حبان: الاحسان: ۱۷۹۴، والحاکم علیٰ شرط الشیخین: ۱/۲۳۲ ووافقہ الذہبی۔ ☆ تنبیہ: اس روایت کے راوی سعید بن ابی ہلال نے یہ حدیث اختلاط سے پہلے بیان کی ہے، خالد بن یزید کی سعید بن ابی ہلال سے روایت صحیح بخاری (۱۳۶) وصحیح مسلم (۱۹۷/۷۷۲) میں موجود ہے۔

[4] ''جہراً'' کے جواز کے لئے دیکھئے النسائی: ۹۰۶، وسندہ صحیح، '' سراً '' کے جواز کے لئے دیکھئے صحیح ابن خزیمہ: ۴۹۵ وسندہ حسن، صحیح ابن حبان، الاحسان: ۱۷۹۶ وسندہ صحیح۔

۸: پھر آپ ﷺ سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ ❶

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۭ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۭ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّاۗلِّيْنَ ۝

سورۂ فاتحہ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے اور ہر آیت پر وقف کرتے تھے۔ ❷

آپ ﷺ فرماتے تھے: ((**لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ**))

جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی (صحیح البخاری: ۷۵۶)

اور فرماتے: ((**كُلُّ صَلٰوةٍ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ**))

ہر نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے، ناقص ہے۔ [ابن ماجہ: ۸۴۱ وسندہ حسن]

۹: پھر آپ ﷺ آمین کہتے تھے ❸، سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، پھر جب آپ نے ولا الضالین (جہراً) کہی تو آمین (جہراً) کہی ❹ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہری نماز میں (امام اور مقتدیوں کو) آمین جہراً کہنی چاہیے۔ ☆

....

❶ النسائی: ۹۰۶، وسندہ صحیح دیکھئے حاشیہ سابقہ: ۳

☆ سورۂ فاتحہ کا ترجمہ: سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، جو رحمٰن ورحیم ہے، یوم جزا کا مالک ہے۔ (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر غضب کیا گیا اور جو گمراہ ہیں۔

❷ ابوداود: ۴۰۰۱، الترمذی: ۲۹۲۷ وقال: ''غریب'' وصححہ الحاکم علیٰ شرط الشیخین (۲/۲۳۲) ووافقہ الذہبی وسندہ ضعیف ولہ شاھد قوی فی مسند احمد: ۶/۲۸۸ ح ۲۷۰۰۳ وسندہ حسن والحدیث بہ حسن

❸ النسائی: ۹۰۶، وسندہ صحیح، نیز دیکھئے فقرہ: ۷ حاشیہ: ۳ ❹ ابن حبان الاحسان: ۱۸۰۲، وسندہ صحیح

☆ ایک روایت میں آیا ہے کہ '' فجھر بآمین '' پس آپ ﷺ نے آمین بالجہر کہی۔ ابوداود: ۹۳۳ وسندہ حسن

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں آیا ہے: ((وخفض بها صوته))
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (آمین) کے ساتھ اپنی آواز پست رکھی۔ (1)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سری نماز میں آمین سراً کہنی چاہیے، سری نمازوں میں آمین سراً کہنے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ والحمدللہ

۱۰: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورت سے پہلے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** پڑھتے۔ (2)

۱۱: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر سورۂ فاتحہ پڑھو اور جو اللہ چاہے پڑھو۔ (3)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھتے تھے۔ (4)
اور آخری دو رکعتوں میں (صرف) سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (5)
آپ صلی اللہ علیہ وسلم قراءت کے بعد رکوع سے پہلے سکتہ کرتے تھے۔ (6)

۱۲: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے لئے تکبیر (اللہ اکبر) کہتے۔ (7)

۱۳: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ (8)
آپ (عندالرکوع وبعدہ) رفع یدین کرتے پھر (اس کے بعد) تکبیر کہتے۔ (9)

....

(1) احمد: ۳۱۶/۴ ح ۱۹۰۴۸، ورجالہ ثقات وھو معلول وأعلہ البخاری وغیرہ

(2) مسلم: ۴۰۰/۵۳ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أنزلت علي آنفاً سورة ، فقرأ بسم الله الرحمٰن الرحيم إنا أعطيناك الكوثر فصل لربك وانحر إن شانئك هو الأبتر)) سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے ایک دفعہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھی تو مہاجرین وانصار سخت ناراض ہوئے تھے۔ اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سورت سے پہلے بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے، رواہ الشافعی (الام: ۱۰۸/۱) وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم (۲۳۳/۲) ووافقہ الذہبی۔ اس کی سند حسن ہے۔

(3) ابوداود: ۸۵۹، وسندہ حسن (4) البخاری: ۷۶۲ ومسلم: ۴۵۱ (5) البخاری: ۷۷۶، مسلم: ۴۵۱/۱۵۵

(6) ابوداود: ۷۷۷، ۷۷۸، ابن ماجہ: ۸۴۵ وھو حدیث صحیح / حسن بصری مدلس ہیں (طبقات المدلسین بتحقیقی: ۲/۴۰) لیکن ان کی سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے حدیث صحیح ہوتی ہے اگرچہ تصریح سماع نہ بھی ہو کیونکہ وہ سمرہ رضی اللہ عنہ کی کتاب سے روایت کرتے تھے، نیز دیکھئے نیل المقصود فی التعلیق علیٰ سنن ابی داود: ۳۵۴ (7) البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۳۹۲/۲۸ (8) البخاری: ۷۳۸، مسلم: ۳۹۰/۲۲ (9) مسلم: ۳۹۰/۲۲

اگر پہلے تکبیر اور بعد میں رفع یدین کرلیا جائے تو یہ بھی جائز ہے، ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے۔ ❶

١٤: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنے، مضبوطی سے پکڑتے پھر اپنی کمر جھکاتے (اور برابر کرتے) ❷ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر نہ تو (پیٹھ سے) اونچا ہوتا اور نہ نیچا (بلکہ برابر ہوتا تھا) ❸

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے تھے، پھر اعتدال (سے رکوع) کرتے۔ نہ تو سر (بہت) جھکاتے اور نہ اسے (بہت) بلند کرتے ❹ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک آپ کی پیٹھ کی سیدھ میں بالکل برابر ہوتا تھا۔

١٥: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے گویا کہ آپ نے انھیں پکڑ رکھا ہے اور دونوں ہاتھ کمان کی ڈوری کی طرح تان کر اپنے پہلوؤں سے دور رکھے۔ ❺

١٦: آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہتے (رہتے) تھے۔ ❻

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حکم دیتے تھے کہ یہ (دعا) رکوع میں پڑھیں۔ ❼

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رکوع میں یہ دعائیں بھی ثابت ہیں:

....

❶ ابوداود: ٧٣٠ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے فقرہ: ۱ حاشیہ: ۱ ❷ البخاری: ۸۲۸ ❸ مسلم: ۴۹۸/۲۴۰

❹ ابوداود: ٧٣٠ وسندہ صحیح

❺ ابوداود: ٧٣٤، وسندہ حسن، وقال الترمذی (٢٦٠): ''حدیث حسن صحیح'' وصححہ ابن خزیمہ: ٦٨٩ وابن حبان، الاحسان: ١٨٦٨ ☆ تنبیہ: فلیح بن سلیمان صحیحین کے راوی ہیں اور حسن الحدیث ہیں، جمہور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے، لہٰذا یہ روایت حسن لذاتہ ہے، فلیح مذکور پر جرح مردود ہے۔ والحمدللہ

❻ مسلم: ٧٧٢، ولفظہ: ''ثم رکع فجعل یقول: سبحان ربي العظیم، فکان رکوعه نحواً من قیامه''

❼ ابوداود: ٨٦٩ وسندہ صحیح، ابن ماجہ: ٨٨٧ وصححہ ابن خزیمہ: ٦٠١، ٦٧٠ وابن حبان، الاحسان ١٨٩٥ والحاکم: ۱/۲۲۵، ۲/۴۷۷) واختلف قول الذهبي فیه، میمون بن مہران (تابعی) اور زہری (تابعی) فرماتے ہیں کہ رکوع وسجود میں تین تسبیحات سے کم نہیں پڑھنی چاہئیں (ابن ابی شیبہ فی المصنف: ۱/۲۵۰ ح ۲۵۷۱ وسندہ حسن)

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ❶ یہ دعا آپ کثرت سے پڑھتے تھے۔

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ ❷

سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ❸

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَ مُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ ❹

ان دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے، ان دعاؤں کا ایک ہی رکوع یا سجدے میں جمع کرنا اور اکٹھا پڑھنا کسی صریح دلیل سے ثابت نہیں ہے۔

تاہم حالتِ تشہد ’’ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُوْ ‘‘(البخاری:۸۳۵، واللفظ لہ، مسلم:۴۰۲) کی عام دلیل سے ان دعاؤں کا جمع کرنا بھی جائز ہے۔☆ واللہ اعلم

۱۷: ایک شخص نماز صحیح نہیں پڑھتا تھا، آپ ﷺ نے اسے نماز کا طریقہ سکھانے کے لئے فرمایا: ’’جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو پورا وضو کر، پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے تکبیر (اللہ اکبر) کہہ پھر قرآن سے جو میسر ہو (سورۂ فاتحہ) پڑھ، پھر اطمینان سے رکوع کر، پھر اٹھ کر (اطمینان سے) برابر کھڑا ہو جا پھر اطمینان سے سجدہ کر، پھر اطمینان سے اٹھ کر بیٹھ جا، پھر اطمینان سے (دوسرا) سجدہ کر، پھر (دوسرے سجدے سے) اطمینان سے اٹھ کر بیٹھ جا، پھر اپنی ساری نماز (کی ساری رکعتوں) میں اسی طرح کر۔ ❺

---

❶ البخاری: ۷۹۴، ۸۱۷، مسلم:۴۸۴

❷ مسلم:۴۸۷

❸ مسلم:۴۸۵

❹ مسلم:۷۷۱

❺ البخاری:۶۲۵۱

☆ نیز دیکھئے فقرہ:۲۵

۱۸: جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ، رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ'' کہتے تھے (1) ''رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ'' کہنا بھی صحیح اور ثابت ہے۔ (2)

رکوع کے بعد درج ذیل دعائیں بھی ثابت ہیں:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ (3) ۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ (4) اَھْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ ، وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ (5) رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ، حَمْداً کَثِيْراً طَيِّباً مُبَارَکاً فِيْهِ (6)

۱۹: رکوع کے بعد قیام میں ہاتھ باندھنے چاہئیں یا نہیں، اس مسئلے میں صراحت سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے لہٰذا دونوں طرح عمل جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ قیام میں ہاتھ نہ باندھے جائیں۔ (7)

۲۰: پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (یا کہتے ہوئے) سجدے کے لئے جھکتے (8)

....

(1) البخاری: ۷۳۵، راجح یہی ہے کہ امام مقتدی اور منفرد سب ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ'' پڑھیں۔ محمد بن سیرین اس کے قائل تھے کہ مقتدی بھی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۲۵۳ ح ۲۶۰۰ وسندہ صحیح)

(2) البخاری: ۷۸۹، بعض اوقات ''رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ'' جہراً کہنا بھی جائز ہے، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج سے روایت ہے کہ '' سمعت أبا هريرة يرفع صوته باللهم ربنا ولك الحمد '' یعنی میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اونچی آواز کے ساتھ ''اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ'' پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۲۴۸ ح ۲۵۵۶ وسندہ صحیح)

(3) البخاری: ۷۹۶ (4) مسلم: ۴۷۶ (5) مسلم: ۴۷۸/۲۰۶ (6) البخاری: ۷۹۹

(7) امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے چاہئیں یا چھوڑ دینے چاہئیں تو انھوں نے فرمایا: ''أرجو أن لا يضيق ذلك إن شاء الله '' مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ اس میں کوئی تنگی نہیں ہے۔ (مسائل احمد: روایۃ صالح بن احمد بن حنبل: ۶۱۵) (8) البخاری: ۸۰۳، مسلم: ۳۹۲/۲۸

۲۱: آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ((**إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ**)) جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے (بلکہ) اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا عمل بھی اسی کے مطابق تھا۔ [1]

۲۲: آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سجدے میں ناک اور پیشانی، زمین پر (خوب) جما کر رکھتے، اپنے بازوؤں کو اپنے پہلو (بغلوں) سے دور کرتے اور دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر (زمین) پر رکھتے۔ [2] سیدنا وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ''آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جب سجدہ کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا۔'' [3]

۲۳: سجدے میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے دونوں بازوؤں کو اپنی بغلوں سے ہٹا کر رکھتے تھے۔ [4]
آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سجدے میں اپنے ہاتھ (زمین پر) رکھتے، نہ تو انھیں بچھاتے اور نہ (بہت) سمیٹتے، اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے۔ [5]
آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔ [6]
آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے تھے کہ ''سجدے میں اعتدال کرو، کتے کی طرح بازو نہ بچھاؤ۔'' [7]

---

[1] ابوداود: ۸۴۰ وسندہ صحیح علیٰ شرط مسلم، النسائی: ۱۰۹۲، وسندہ حسن/ سیدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اپنے گھٹنوں سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھتے تھے (البخاری قبل حدیث: ۸۰۳) اور فرماتے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایسا ہی کرتے تھے (صحیح ابن خزیمہ: ۶۲۷ وسندہ حسن، وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم: ۲۲۶/۱ ووافقہ الذہبی) جس روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے اور پھر ہاتھ رکھتے تھے (ابوداود: ۸۳۸ وغیرہ) شریک بن عبداللہ القاضی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس کے تمام شواہد بھی ضعیف ہیں، ابو قلابہ (تابعی) سجدہ کرتے وقت پہلے گھٹنے لگاتے تھے اور حسن بصری (تابعی) پہلے ہاتھ لگاتے تھے (ابن ابی شیبہ: ۲۶۳/۱ ح ۲۷۰۸ وسندہ صحیح) محمد بن سیرین (تابعی) بھی پہلے گھٹنے لگاتے تھے (ابن ابی شیبہ: ۲۶۳/۱ ح ۲۷۰۹ وسندہ صحیح) دلائل کی رو سے راجح اور بہتر یہی ہے کہ پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنے لگائے جائیں۔ [2] ابوداود: ۷۳۴، وسندہ حسن، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۵ حاشیہ: ۵
[3] ابوداود: ۷۲۶ وسندہ صحیح، النسائی: ۸۹۰ وصححہ ابن خزیمہ: ۶۴۱ وابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷، نیز دیکھئے فقرہ: ۴ حاشیہ: ۴ [4] ابوداود: ۷۳۰ وسندہ صحیح دیکھئے فقرہ: ۱۴ حاشیہ: ۴ [5] البخاری: ۸۲۸
[6] البخاری: ۳۹۰، مسلم: ۴۹۵ [7] البخاری: ۸۲۲، مسلم: ۴۹۳، اس حکم میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں۔ لہٰذا عورتوں کو بھی چاہئے کہ سجدے میں اپنے بازو نہ پھیلائیں۔

آپ ﷺ فرماتے تھے: ''مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کے پنجے'' (1)

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ''جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو سات اطراف (اعضاء) اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں، چہرہ، ہتھیلیاں، دو گھٹنے اور دو پاؤں (2) معلوم ہوا کہ سجدے میں ناک، پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کا زمین پر لگانا ضروری (فرض) ہے۔ ایک روایت میں ہے: ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَضَعْ أَنْفَهٗ عَلَى الْأَرْضِ)) جو شخص (نماز میں) اپنی ناک، زمین پر نہ رکھے اس کی نماز نہیں ہوتی (3)

۲۴: آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ آپ کے بازوؤں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔ (4)

۲۵: سجدے میں بندہ اپنے رب کے انتہائی قریب ہوتا ہے لہٰذا سجدے میں خوب دعا کرنی چاہئے (5) سجدے میں درج ذیل دعائیں پڑھنا ثابت ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى (6) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ (7) سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ ، رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوْحِ (8)

سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (9)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ ، دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ ، وَاَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ ، وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ (10)

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ ، وَبِكَ آمَنْتُ ، وَلَكَ اَسْلَمْتُ ، سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ ، وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَ بَصَرَهٗ ، تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (11)

---

(1) البخاری:۸۱۲، مسلم:۴۹۰ (2) مسلم:۴۹۱ (3) الدارقطنی فی سننہ:۱/۳۴۸ ح ۱۳۰۳ مرفوعاً وسندہ حسن

(4) مسلم:۴۹۶، یعنی آپ ﷺ اپنے سینے اور پیٹ کو زمین سے بلند رکھتے تھے، عورتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے: ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)) نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ (5) مسلم:۴۸۲

(6) مسلم: ۷۷۲ (7) البخاری:۷۹۴، ۸۱۷، مسلم:۴۸۴ (8) مسلم:۴۸۷ (9) مسلم:۴۸۵

(10) مسلم:۴۸۳ (11) مسلم:۷۷۱ (جو دعا باسند صحیح ثابت ہو جائے سجدے میں اس کا پڑھنا افضل ہے، رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنا منع ہے دیکھئے صحیح مسلم:۴۷۹، ۴۸۰)

۲۶: آپ ﷺ سجدے کو جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ [1]

۲۷: آپ ﷺ سجدے کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں کی ایڑیاں ملا دیتے تھے اور ان کا رخ قبلے کی طرف ہوتا تھا۔ [2]

سجدے میں آپ اپنے دونوں قدم کھڑے رکھتے تھے۔ [3]

۲۸: آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر سجدے سے اٹھتے۔ [4] آپ ﷺ اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے۔ [5]

آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے (البخاری: ۷۳۸، مسلم: ۲۲/۳۹۰) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز میں (نبی ﷺ کی) سنت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کر کے بایاں پاؤں بچھا دیا جائے۔ [6]

۲۹: آپ ﷺ سجدے سے اٹھ کر (جلسے میں) تھوڑی دیر بیٹھے رہتے۔ [7]

حتیٰ کہ بعض کہنے والا کہہ دیتا: ''آپ بھول گئے ہیں۔'' [8]

۳۰: آپ جلسے میں یہ دعا پڑھتے تھے: ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ)) [9]

---

[1] البخاری: ۷۳۸ [2] البیہقی: ۱۱۶/۲ وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمہ: ۶۵۴ وابن حبان، الاحسان: ۱۹۳۰، والحاکم (۲۲۸/۱، ۲۲۹) علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی [3] مسلم: ۴۸۶، مع شرح النووی

[4] البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۳۹۲ [5] ابوداود: ۷۳۰ وسندہ صحیح [6] البخاری: ۸۲۷ [7] البخاری: ۸۱۸

[8] البخاری: ۸۲۱، مسلم: ۴۷۲ [9] ابوداود: ۸۷۴ وھو حدیث صحیح، النسائی: ۱۰۷۰، ۱۱۴۶، اس روایت میں رجل من بنی عبس سے مراد: صلہ بن زفر ہے دیکھئے مسند الطیالسی (۴۱۶) ابوحمزہ مولی الانصار سے مراد: طلحہ بن یزید ہے دیکھئے تحفۃ الاشراف (۵۸/۳ ح ۳۳۹۵) وتقریب التہذیب (تحت رقم: ۸۰۶۳) جلسہ میں تشہد کی طرح اشارہ، جس روایت میں آیا ہے (مسند احمد: ۳۱۷/۴ ح ۱۹۰۶۳) اس کی سند سفیان (الثوری) کی تدلیس (عنعنہ) کی وجہ سے ضعیف ہے، حافظ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: " **وأما المدلسون الذين هم ثقات وعدول فإنا لا نحتج بأخبارهم إلا ما بينوا السماع فيما رووا مثل الثوري و الأعمش وأبي إسحاق وأضرابهم من الأئمة المتقنين ....**" مدلسین جو ثقہ وعادل ہیں ہم ان کی صرف انھی روایات سے حجت پکڑتے ہیں جن میں انھوں نے سماع کی تصریح کی ہے مثلاً (سفیان) ثوری، اعمش، ابواسحاق اور ان جیسے دوسرے صاحبِ تقویٰ (صاحبِ اتقان) ائمہ (صحیح ابن حبان، الاحسان مع تحقیق شعیب الأرناووط ج ۱ ص ۱۶۱) سفیان الثوری کو حاکم نیشاپوری نے (مدلسین کی) تیسری قسم (طبقۂ ثالثہ) میں ذکر کیا ہے (دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۶) =

۳۱: پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (دوسرا) سجدہ کرتے۔ ❶
آپ ﷺ سجدے میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ❷
آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ❸
سجدے میں آپ ﷺ **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰی** پڑھتے تھے۔ ❹
دیگر دعاؤں کے لئے دیکھئے فقرہ:۲۵

۳۲: پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (دوسرے) سجدے سے سر اٹھاتے ❺
سجدے سے اُٹھتے وقت آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ❻

۳۳: آپ ﷺ جب طاق (پہلی یا تیسری) رکعت میں دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے تھے۔ ❼
دوسرے سجدے سے آپ ﷺ جب اُٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی۔ ❽

۳٤: ایک رکعت مکمل ہوگئی، اب اگر آپ ایک وتر پڑھ رہے ہیں تو پھر تشہد، درود اور دعائیں (جن کا ذکر آگے آ رہا ہے) پڑھ کر سلام پھیر لیں۔ ❾

....

= مکحول تابعی رحمہ اللہ دو سجدوں کے درمیان ''اللهم اغفرلي وارحمني واجبرني فارزقني'' پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۵۳۴ ح ۸۸۳۸ وسندہ صحیح) نبی ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ)) کی دعا سکھائی۔ (صحیح مسلم ۲۶۹۷/۳۵ وترقیم دارالسلام:۶۸۵۰)

❶ البخاری:۷۸۹، مسلم:۳۹۲/۲۸ ❷ البخاری:۷۳۸ ❸ مسلم:۳۹۰/۲۱، سجدہ کرتے وقت، سجدے سے سر اٹھاتے وقت اور سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنا ثابت نہیں ہے۔ ❹ مسلم:۷۷۲
❺ البخاری:۷۸۹، مسلم:۳۹۲/۲۸ ❻ البخاری:۷۳۸، مسلم:۳۹۰/۲۲ ❼ البخاری:۸۲۳
❽ ابوداود:۷۳۰ وسندہ صحیح، آپ ﷺ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنے کا حکم دیتے تھے (صحیح البخاری:۶۲۵۱) نیز دیکھئے فقرہ ۱۷، اس سنتِ صحیحہ کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔ ❾ دیکھئے تشہد=فقرہ:۴۱ درود=فقرہ:۴۲ دعائیں=فقرہ:۴۹، ۵۰، سلام= فقرہ:۵۰، ۵۱ ایک رکعت پر اگر سلام پھیرا جائے تو تورک کرنا بھی جائز ہے اور نہ کرنا بھی، مگر بہتر یہی ہے کہ تورک کیا جائے ایک روایت میں ہے کہ ''**حتٰی إذا كانت السجدة التي فيها التسليم أخر رجله اليسرىٰ وقعد متوركاً علٰى شقه الأيسر**'' ابوداود:۷۳۰ وسندہ صحیح۔

۳۵: پھر آپ ﷺ زمین پر (دونوں ہاتھ رکھ کر) اعتماد کرتے ہوئے (دوسری رکعت کے لئے) اٹھ کھڑے ہوتے۔ [1]

۳۶: آپ ﷺ جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو الحمدللہ رب العالمین سے قراءت شروع کرتے وقت سکتہ نہ کرتے تھے۔ [2]

سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا ذکر گزر چکا ہے۔ [3]

﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ [4] کی رو سے بسم اللہ سے پہلے ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ پڑھنا بھی جائز بلکہ بہتر ہے۔

رکعتِ اولیٰ میں جو تفاصیل گزر چکی ہیں [5] حدیث: ''پھر ساری نماز میں اسی طرح کر'' [6] کی رو سے دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھنی چاہیئے۔

۳۷: دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد (تشہد کے لئے) بیٹھ جانے کے بعد آپ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے۔ [7]

آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے ترپن کا عدد (حلقہ) بناتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے [8] یعنی اشارہ کرتے ہوئے دعا کرتے تھے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھتے اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی سے ملاتے (حلقہ بناتے) اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ [9]

لہٰذا دونوں طرح عمل جائز ہے۔

---

[1] البخاری: ۸۲۴ و ابن خزیمہ فی صحیحہ: ۶۸۷، ازرق بن قیس (ثقہ/التقریب: ۳۰۲) سے روایت ہے کہ میں نے (عبداللہ) بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا آپ نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں پر اعتماد کر کے کھڑے ہوئے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۹۵/۱ ح ۳۹۹۶ وسندہ صحیح)

[2] مسلم: ۵۹۹، ابن خزیمہ: ۱۶۰۳، ابن حبان: ۱۹۳۳ [3] دیکھئے فقرہ: ۷ و حاشیہ: ۳ [4] النحل: ۹۸

[5] فقرہ: ۱ سے لے کر فقرہ: ۳۳ تک [6] البخاری: ۶۲۵۱، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۷ [7] مسلم: ۵۷۹/۱۱۲

[8] مسلم: ۵۸۰/۱۱۵ [9] مسلم: ۵۷۹/۱۱۳

۳۸: آپ ﷺ اپنی دائیں کہنی کو دائیں ران پر رکھتے تھے۔ (1)
آپ ﷺ اپنی دونوں ذراعیں (2) اپنی رانوں پر رکھتے تھے (3)

۳۹: آپ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ (4)
آپ ﷺ انگلی اٹھا دیتے، اس کے ساتھ تشہد میں دعا کرتے تھے۔ (5)
آپ ﷺ شہادت والی انگلی کو تھوڑا سا جھکا دیتے تھے۔ (6)
آپ ﷺ اپنی شہادت والی انگلی کو حرکت دیتے (ہلاتے) رہتے تھے۔ (7)

۴۰: آپ ﷺ اپنی تشہد کی انگلی کو قبلہ رخ کرتے اور اسی کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ (8)
آپ ﷺ دو رکعتوں کے بعد والے (پہلے) تشہد، اور چار رکعتوں کے بعد والے (آخری) تشہد، دونوں تشہدوں میں یہ اشارہ کرتے تھے۔ (9)

....

(1) ابوداود: ۲۶ے، ۹۵۷ وسندہ صحیح، النسائی: ۱۲۶۶، ابن خزیمہ: ۷۱۳، ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷ (2) ذراع کے مفہوم کے لئے دیکھئے فقرہ: ۴ (3) النسائی: ۱۲۶۵ وھو حدیث صحیح بالشواہد (4) مسلم: ۵۸۰/۱۱۵

(5) ابن ماجہ: ۹۱۲، وسندہ صحیح، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۴۲ (6) ابوداود: ۹۹۱ وسندہ حسن، ابن خزیمہ: ۷۱۶، ابن حبان الاحسان: ۱۹۴۳ (7) النسائی: ۱۲۶۹ وسندہ صحیح، ابن خزیمہ: ۷۱۴، ابن الجارود فی المنتقٰی: ۲۰۸، ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷ ☆ تنبیہ: بعض لوگوں نے غلط فہمی کی وجہ سے یہ اعتراض کیا ہے کہ "یُحَرِّکُھَا" کا لفظ شاذ ہے کیونکہ اسے زائدہ بن قدامہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ: زائدہ بن قدامہ: ثقة ثبت، صاحب سنة ہیں (التقریب: ۱۹۸۲) لہٰذا ان کی زیادت مقبول ہے اور دوسرے راویوں کا یہ لفظ ذکر نہ کرنا شذوذ کی دلیل نہیں کیونکہ عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ " ولا یحرکھا " والی روایت (ابوداود: ۹۸۹، النسائی: ۱۲۷۱) محمد بن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، دیکھئے میری کتاب " أنوار الصحیفة فی الأحادیث الضعیفة " ص ۲۸ محمد بن عجلان مدلس ہیں (طبقات المدلسین: ۳/۹۸ بتحقیقی / الفتح المبین)

(8) النسائی: ۱۱۶۱، وسندہ صحیح، ابن خزیمہ: ۷۱۹، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۴۳ ☆ تنبیہ: یہ روایت اس متن کے بغیر صحیح مسلم: ۵۸۰/۱۱۶ میں مختصراً موجود ہے۔ (9) النسائی: ۱۱۶۲، وسندہ حسن ☆ تنبیہ: لا الٰہ پر انگلی اٹھانا اور الا اللہ پر رکھ دینا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے، بلکہ احادیث کے عموم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ شروع سے آخر تک، حلقہ بنا کر شہادت والی انگلی اٹھائی جائے، رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو (تشہد میں) دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: " أَحِّدْ أَحِّدْ ": صرف ایک انگلی سے اشارہ کرو (الترمذی: ۳۵۵۷=

٤١: آپ ﷺ تشہد میں درج ذیل دعا (التحیات) سکھاتے تھے:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ ❶ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ❷

٤٢: پھر آپ ﷺ درود پڑھنے کا حکم دیتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ❸

٤٣: دو رکعتیں مکمل ہو گئیں، اب اگر دو رکعتوں والی نماز (مثلاً صلوٰۃ الفجر) ہے۔ تو دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں اور اگر تین یا چار رکعتوں والی نماز ہے تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو جائیں۔ ❹

= وقال: حسن، النسائی: ۱۲۷۳ وھو حدیث صحیح) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شروع تشہد سے لے کر آخر تک شہادت والی انگلی اٹھائی رکھنی چاہئے۔ ❶ علیك سے یہاں مراد حاضر نہیں بلکہ غائب ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو ہم: ''اَلسَّلَامُ يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ'' پڑھتے تھے (البخاری: ٦٢٦٥) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ''علیك'' کی جگہ ''علی'' پڑھنا اس کی زبردست دلیل ہے کہ ''علیك'' سے مراد یہاں قطعاً حاضر نہیں ہے، یاد رہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنی روایتوں کو بعد والے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ جانتے ہیں۔ ❷ البخاری: ۱۲۰۲

☆ تنبیہ: اس مشہور ''التحیات'' کے علاوہ دوسرے جتنے صیغے صحیح و حسن احادیث سے یہاں پڑھنے ثابت ہیں (اس کے بدلے) اُن کا پڑھنا جائز اور موجبِ ثواب ہے۔ ❸ البخاری: ۳۳۷۰، البیہقی فی السنن الکبریٰ ۱۴۸/۲ ح ۲۸۵۶ ❹ پہلے تشہد میں درود پڑھنا انتہائی بہتر اور موجبِ ثواب ہے، عام دلائل میں ''قولوا'' کے ساتھ اس کا حکم آیا ہے کہ درود پڑھو، اس حکم میں آخری تشہد یا پہلے تشہد کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ نیز دیکھئے سنن النسائی (ج ۴ ص ۲۴۱ ح ۱۷۲۱) والسنن الکبریٰ (۴۹۹/۲، ۵۰۰ وسندہ صحیح) تاہم اگر کوئی شخص پہلے تشہد میں درود نہ پڑھے اور صرف التحیات پڑھ کر ہی کھڑا ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے التحیات (عبدہ ورسولہ تک) سکھا کر فرمایا: ''پھر اگر نماز کے درمیان (اول تشہد) میں ہو تو (اٹھ کر) کھڑا ہو جائے'' (مسند احمد: ۴۵۹/۱ ح ۴۳۸۲، وسندہ حسن) =

٤٤: پھر جب آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو (اٹھتے وقت) تکبیر (اللہ اکبر) کہتے ❶ اور رفع یدین کرتے۔ ❷

٤٥: تیسری رکعت بھی دوسری رکعت کی طرح پڑھنی چاہیئے، اِلا یہ کہ تیسری اور چوتھی (آخری دونوں) رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیئے اس کے ساتھ کوئی سورت وغیرہ نہیں ملانی چاہیئے جیسا کہ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے ثابت ہے۔ ❸

٤٦: اگر تین رکعتوں والی نماز (مثلاً صلوٰۃ المغرب) ہے تو تیسری رکعت مکمل کرنے کے بعد [دوسری رکعت کی طرح تشہد اور درود پڑھ لیا جائے اور دعا (جس کا ذکر آگے آ رہا ہے) پڑھ کر دونوں طرف] سلام پھیر دیا جائے۔ ❹

تیسری رکعت میں اگر سلام پھیرا جائے تو تورک کرنا چاہیئے دیکھئے فقرہ: ۴۸

٤٧: اگر چار رکعتوں والی نماز ہے تو پھر دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر کھڑا ہو جائے۔ ❺

٤٨: چوتھی رکعت بھی تیسری رکعت کی طرح پڑھے۔ ❻ آپ ﷺ چوتھی رکعت میں تورک کرتے تھے (صحیح البخاری: ۸۲۸) تورک کا مطلب یہ ہے کہ "نمازی کا دائیں کولہے کو دائیں پیر پر اس طرح رکھنا کہ وہ کھڑا ہو، اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو، نیز بائیں کولہے کو زمین پر ٹیکنا اور بائیں پیر کو پھیلا کر دائیں طرف نکالنا۔" (القاموس الوحید ص۱۸۴۱ نیز دیکھئے فقرہ: ۴۹)

نماز کی آخری رکعت کے تشہد میں تورک کرنا چاہیئے۔ دیکھئے سنن ابی داود (۷۳۰ وسندہ صحیح)

چوتھی رکعت مکمل کرنے کے بعد التحیات اور درود پڑھے۔ ❼

....

= اگر دوسری رکعت پر سلام پھیرا جا رہا ہے تو تورک کرنا بہتر ہے اور نہ کرنا بھی جائز ہے دیکھئے فقرہ: ۳۴، حاشیہ: ۹ ❶ البخاری: ۷۸۹، ۸۰۳، مسلم: ۳۹۲/۲۸ ❷ البخاری: ۷۳۹☆ تنبیہ: یہ روایت بالکل صحیح ہے، اس پر بعض محدثین کی جرح مردود ہے، سنن ابی داود (۷۳۰ وسندہ صحیح) وغیرہ میں اس کے صحیح شواہد بھی ہیں۔ والحمدللہ ❸ دیکھئے فقرہ: ۱۱، حاشیہ: ۵ ❹ دیکھئے البخاری: ۱۰۹۲ ❺ دیکھئے فقرہ: ۳۳

❻ یعنی صرف سورۂ فاتحہ ہی پڑھے، تاہم تیسری اور چوتھی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ سورت وغیرہ پڑھنا جائز ہے جیسا کہ صحیح مسلم (۴۵۲) کی حدیث سے ثابت ہے۔ ❼ دیکھئے فقرہ: ۴۱، وفقرہ: ۴۲

٤٩: پھر اس کے بعد جو دعا پسند ہو (عربی زبان میں) پڑھ لے ❶ چند دعائیں درج ذیل ہیں جنھیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پڑھتے یا پڑھنے کا حکم دیتے تھے:

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ❷

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ❸

○ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ❹

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْماً كَثِيْراً وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ، فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ ، وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ❺

○ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ ❻

....

❶ البخاری: ۸۳۵،مسلم: ۴۰۲،اس پر امیر المؤمنین فی الحدیث، امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے: ”باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد وليس بواجب“ یعنی: تشہد کے بعد جو دعا اختیار کرلی جائے اس کا باب اور یہ (دعا) واجب نہیں ہے۔ ❷ البخاری: ۱۳۷۷،مسلم: ۵۸۸/۱۳۱ ،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس دعا کا حکم دیتے تھے (مسلم: ۵۸۸/۱۳۰) لہٰذا یہ دعا تشہد میں ساری دعاؤں سے بہتر ہے، طاوس (تابعی) سے مروی ہے کہ وہ اس دعا کے بغیر نماز کے اعادے کا حکم دیتے تھے (مسلم: ۵۹۰/۱۳۴)

❸ البخاری: ۸۳۲،مسلم: ۵۸۹ ❹ مسلم: ۵۹۰

❺ البخاری: ۸۳۴،مسلم: ۲۷۰۵ ❻ مسلم: ۷۷۱

۵۰: ان کے علاوہ جو دعائیں ثابت ہیں ان کا پڑھنا جائز اور موجبِ ثواب ہے مثلاً آپ ﷺ یہ دعا بکثرت پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" [1]

دعا کے بعد آپ ﷺ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیر دیتے تھے۔ [2]

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ [3]

۵۱: اگر امام نماز پڑھا رہا ہو تو جب وہ سلام پھیر دے تو سلام پھیرنا چاہئے ، عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ" ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا۔ [4]

....

[1] البخاری: ۴۵۲۲ [2] مسلم: ۵۸۱، ۵۸۲

[3] ابوداود: ۹۹۶ ، وھو حدیث صحیح ، الترمذی: ۲۹۵ وقال: "حسن صحیح" النسائی: ۱۳۲۰، ابن ماجہ: ۹۱۴، ابن حبان ، الاحسان: ۱۹۸۷

☆ تنبیہ: ابواسحاق الہمدانی نے "حدثني علقمة بن قيس والأسود بن يزيد و أبو الأحوص" کہہ کر سماع کی تصریح کردی ہے ، دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/۱۷۷ ح ۲۹۷۴ ، لہٰذا اس روایت پر جرح صحیح نہیں ہے ، ابواسحاق سے یہ روایت سفیان الثوری وغیرہ نے بیان کی ہے والحمد للہ۔ اگر دائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہیں تو بھی جائز ہے ، دیکھئے سنن ابی داود (۹۹۷ وسندہ صحیح)

[4] البخاری: ۸۳۸ ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پسند کرتے تھے کہ جب امام سلام پھیر لے تو (پھر) مقتدی سلام پھیریں (البخاری قبل حدیث: ۸۳۸ تعلیقاً) لہٰذا بہتر یہی ہے کہ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد ہی مقتدی سلام پھیرے ، اگر امام کے ساتھ ساتھ ، پیچھے پیچھے بھی سلام پھیر لیا جائے تو جائز ہے دیکھئے فتح الباری (۲/۳۲۳ باب ۱۵۳ ، يسلم حين يسلم الإمام)

دعائے قنوت: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّمَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ [وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

(سنن ابی داود: ۱/۲۰۸، ۲۰۹ ح ۱۴۲۵ ، اسے ترمذی (۱/۱۰۶ ح ۴۶۴) نے حسن ، ابن خزیمہ (۲/۱۵۱-۱۵۲ ح ۱۰۹۵، ۱۰۹۶) اور نووی نے صحیح کہا ہے)

نماز کے بعد اذکار

۱: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "**كُنْتُ أَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ**" میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا اختتام تکبیر (اللہ اکبر) سے پہچان لیتا تھا۔ [1]

ایک روایت میں ہے کہ "**مَا كُنَّا نَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِالتَّكْبِيْرِ**" ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا معلوم نہیں ہوتا تھا مگر تکبیر (اللہ اکبر سننے) کے ساتھ۔ [2]

۲: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (پوری کر کے) ختم کرنے کے بعد تین دفعہ استغفار کرتے (استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ) اور فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ ، تَبَارَكْتَ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)) [3]

۳: آپ صلی اللہ علیہ وسلم درج ذیل دعائیں بھی پڑھتے تھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ [4]

....

[1] البخاری: ۸۴۲، مسلم: ۵۸۳/۱۲۰، ولفظہ: "**كنا نعرف انقضاء صلٰوة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالتكبير**" امام ابوداود نے اس حدیث پر "**باب التكبير بعد الصلٰوة**" کا باب باندھا ہے (قبل ح ۱۰۰۲) لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ (فرض) نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کو اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنا چاہئے، یہی حکم منفرد کے لئے بھی ہے "**أن رفع الصوت بالذكر**" میں الذکر سے مراد "**التكبير**" ہی ہے جیسا کہ حدیثِ بخاری وغیرہ سے ثابت ہے، اصول میں یہ مسلّم ہے کہ "**الحديث يفسر بعضه بعضاً**" یعنی ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔

[2] مسلم: ۵۸۳/۱۲۱ [3] مسلم: ۵۹۱ [4] البخاری: ۸۴۴، مسلم: ۵۹۳

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ [1]

آپ ﷺ نے فرمایا: '' جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس [۳۳] دفعہ تسبیح (سبحان اللہ) تینتیس [۳۳] دفعہ تحمید (الحمدللہ) اور تینتیس [۳۳] دفعہ تکبیر (اللہ اکبر) پڑھے اور آخری دفعہ '' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ '' پڑھے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ (گناہ) سمندر کے جھاگ کے برابر (بہت زیادہ) ہوں۔ [2] تینتیس [۳۳] دفعہ سبحان اللہ، تینتیس [۳۳] دفعہ الحمدللہ، اور چونتیس [۳۴] دفعہ اللہ اکبر کہنا بھی صحیح ہے۔ [3]

آپ ﷺ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات (وہ سورتیں جو قل اعوذ سے شروع ہوتی ہیں) پڑھیں۔ [4]

ان کے علاوہ جو دعائیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں ان کا پڑھنا افضل ہے، چونکہ نماز اب مکمل ہو چکی ہے لہٰذا اپنی زبان میں دعا مانگی جا سکتی ہے [5]

٤: آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ ، لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَّمُوْتَ)) [6]

جس نے ہر فرض نماز کے آخر میں (سلام کے بعد) آیت الکرسی پڑھی، وہ شخص مرتے ہی جنت میں داخل ہو جائے گا۔

---

[1] ابوداود: ۱۵۲۲ وسندہ صحیح، النسائی: ۱۳۰۴ وصححہ ابن خزیمہ: ۷۵۱ وابن حبان، الاحسان: ۲۰۱۷، ۲۰۱۸ والحاکم علٰی شرط الشیخین (۱/۲۷۳) ووافقہ الذہبی [2] مسلم: ۵۹۷ [3] دیکھئے مسلم: ۵۹۶ [4] ابوداود: ۱۵۲۳ وسندہ حسن، النسائی: ۱۳۳۷ ولہ طریق آخر عند الترمذی: ۲۹۰۳ وقال: ''غریب'' وطریق ابی داود: صححہ ابن خزیمہ: ۷۵۵ وابن حبان، الاحسان: ۲۰۰۱ والحاکم (۱/۲۵۳) علٰی شرط مسلم ووافقہ الذہبی [5] نماز کے بعد اجتماعی دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے اور آخر میں اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے (البخاری فی الادب المفرد: ۶۰۹ وسندہ حسن) اس روایت (اثر) کے راویوں محمد بن فلیح اور فلیح بن سلیمان دونوں پر جرح مردود ہے، ان کی حدیث حسن کے درجے سے نہیں گرتی، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۵، حاشیہ: ۵ [6] النسائی فی الکبریٰ: ۹۹۲۸ (عمل الیوم واللیلۃ: ۱۰۰ وسندہ حسن، وکتاب الصلوٰۃ لابن حبان (اتحاف المہرۃ لابن حجر: ۶/۲۵۹ ح ۶۴۸۰)

نماز جنازہ پڑھنے کا صحیح اور مدلل طریقہ

۱: وضو کریں۔ ❶ ۲: شرائط نماز پوری کریں۔ ❷
۳: قبلہ رُخ کھڑے ہو جائیں۔ ❸ ٤: تکبیر (اللہ اکبر) کہیں۔ ❹
۵: تکبیر کے ساتھ رفع یدین کریں۔ ❺ ٦: اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ذراع پر رکھیں۔ ❻
۷: دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھیں۔ ❼ ۸: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ پڑھیں۔ ❽
۹: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھیں۔ ❾

---

❶ حدیث ((لا تقبل صلوٰة بغير طهور)) وضو کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی / رواہ مسلم فی صحیحہ: (۵۳۵) ۲۲۴/۱
[نیز دیکھئے صحیح بخاری: ۶۲۵۱]

❷ حدیث ''وصلوا كما رأيتموني أصلي'' اور نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے/ رواہ البخاری فی صحیحہ: ۶۳۱

❸ موسوعة الإجماع فی الفقه الإ سلامي (ج۲ص۷۰۴) ودیکھئے صحیح البخاری (۶۲۵۱)

❹ عبدالرزاق فی المصنف (۴۸۹/۳، ۴۹۰ح ۶۴۲۸) وسندہ صحیح، وصححہ ابن الجارود بروایتہ فی المنتقیٰ (۵۴۰)
زبان کے ساتھ نماز جنازہ کی نیت ثابت نہیں ہے۔

❺ عن نافع قال'' كا ن (ابن عمر) يرفع يد يه في كل تكبيرة على الجنازة''
(ابن ابی شیبہ فی المصنف ۲۹۶/۳ح ۱۱۳۸۰ وسندہ صحیح)

❻ البخاری: ۷۴۰، والامام مالک فی الموطأ ۱۵۹/۱ح ۳۷۷

❼ احمد فی مسندہ ۲۲۶/۵ح ۲۲۳۱۳ وسندہ حسن، وعنہ ابن الجوزی فی التحقیق ۲۸۳/۱ح ۴۷۷

تنبیہ: یہ حدیث مطلق نماز کے بارے میں ہے جس میں جنازہ بھی شامل ہے کیونکہ جنازہ بھی نماز ہی ہے۔

❽ سنن ابی داود: ۷۷۵ وسندہ حسن ❾ النسائی: ۹۰۶ وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمة: ۴۹۹، وابن حبان الاحسان: ۱۷۹۷، والحاکم علیٰ شرط الشیخین ۲۳۲/۱ ووافقہ الذہبی واخطأ من ضعفہ

۱۰ : سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ (1)

۱۱ : آمین کہیں۔ (2)

۱۲ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔ (3)

۱۳ : ایک سورت پڑھیں۔ (4)

۱٤ : پھر تکبیر کہیں اور رفع یدین کریں۔ (5)

۱۵ : نبی ﷺ پر درود پڑھیں۔ (6) مثلاً:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (7)

١٦ : تکبیر کہیں (8) اور رفع یدین کریں۔ (9)

---

(1) البخاری:۱۳۳۵، وعبدالرزاق فی المصنف ۴۸۹/۳، ۴۹۰ ح ۶۴۲۸ وابن الجارود: ۵۴۰

☆ چونکہ سورۂ فاتحہ قرآن ہے لہٰذا اسے قرآن (قراءت) سمجھ کر ہی پڑھنا چاہیے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ جنازہ میں سورۃ فاتحہ قراءت (قرآن) سمجھ کر نہ پڑھی جائے بلکہ صرف دعا سمجھ کر پڑھی جائے ان کا قول باطل ہے۔

(2) النسائی:۹۰۶ وسندہ صحیح، ابن حبان الاحسان:۱۸۰۵، وسندہ صحیح

(3) مسلم فی صحیحہ ۴۰۰/۵۳ وھو صحیح والشافعی فی الام ۱۰۸/۱، وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم ۲۳۳/۲، ووافقہ الذہبی وسندہ حسن

(4) النسائی ۷۴/۴، ۷۵ ح ۱۹۸۹، وسندہ صحیح

(5) البخاری:۱۳۳۴، ومسلم:۹۵۲، ابن ابی شیبہ ۲۹۶/۳ ح ۱۱۳۸۰، وسندہ صحیح عن ابن عمر رضی اللہ عنہ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ مکحول، زہری، قیس بن ابی حازم، نافع بن جبیر اور حسن بصری وغیرہم سے جنازے میں رفع یدین کرنا ثابت ہے دیکھئے الحدیث:۳ (ص ۲۰) اور یہی جمہور کا مسلک ہے اور یہی راجح ہے نیز دیکھئے جنازہ کے مسائل فقرہ:۳

(6) عبدالرزاق فی المصنف ۴۸۹/۳، ۴۹۰ ح ۶۴۲۸ وسندہ صحیح

(7) البخاری فی صحیحہ ۳۳۷۰، والبیہقی فی السنن الکبریٰ ۱۴۸/۲ ح ۲۸۵۶

(8) البخاری:۱۳۳۴، ومسلم:۹۵۲ (9) ابن ابی شیبہ ۲۹۶/۳ ح ۱۱۳۸۰، وسندہ صحیح

۱۷: میت کے لئے خالص طور پر دعا کریں۔ [1]

چند مسنون دعائیں درج ذیل ہیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا ، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهٖ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ [2]

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ [3]

اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ ، فَأَعِذْهُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ [4]

اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ ، كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ حَسَنَاتِهٖ وَإِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهٖ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ. [5]

---

[1] عبدالرزاق فی المصنف: ۶۴۲۸ وسندہ صحیح وابن حبان فی صحیحہ، الموارد: ۷۵۴ وابوداود: ۳۱۹۹ وسندہ حسن
تنبیہ: اس سے مراد نمازِ جنازہ کے اندر دعا ہے دیکھئے باب ماجاء فی الدعاء فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ (ابن ماجہ: ۱۴۹۷)

[2] الترمذی: ۱۰۲۴، وسندہ صحیح، وابوداود: ۳۲۰۱

[3] مسلم: ۹۶۳/۸۵، وترقیم دارالسلام: ۲۲۳۲

[4] ابن المنذر فی الاوسط ۵/۴۴۱ ح ۳۱۷۳ وسندہ صحیح، وابوداود: ۳۲۰۲

[5] مالک فی الموطأ ۱/۲۲۸ ح ۵۳۶ واسنادہ صحیح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، موقوف

اَللّٰھُمَّ أَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ❶

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَاوَذَکَرِنَا وَ أُنْثَانَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا،اَللّٰھُمَّ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنھُمْ فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْإِیْمَانِ وَمَنْ أَبْقَیْتَہٗ مِنھُمْ فَأَبْقِہٖ عَلَی الْإِسْلَامِ . ❷

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِھٰذِہِ النَّفْسِ الْحَنِیْفِیَّةِ الْمُسْلِمَةِ وَاجْعَلْھَا مِنَ الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھَا عَذَابَ الْجَحِیْمِ ❸

۱۸ : میت پر کوئی دعا موقت (خاص طور پر مقرر شدہ) نہیں ہے۔ ❹

لہٰذا جو بھی ثابت شدہ دعا کرلیں جائز ہے۔سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قول اور تابعین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ میت پر کئی دعائیں جمع کی جاسکتی ہیں۔

۱۹ : پھر تکبیر کہیں۔ ❺ **۲۰** : پھر دائیں طرف ایک سلام پھیر دیں۔ ❻

---

❶ مالک فی الموطأ ۱/۲۲۸ ح ۵۳۷ واسنادہ صحیح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) موقوف یہ دعا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ معصوم بچے کی میت پر پڑھتے تھے۔ ❷ ابن ابی شیبہ ۳/۲۹۳ ح ۱۱۳۶۱، عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، موقوف وسندہ حسن

❸ ابن ابی شیبہ ۳/۲۹۴ ح ۱۱۳۶۶ وسندہ صحیح، وھو موقوف علیٰ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

❹ [ابن ابی شیبہ ۳/۲۹۵ ح ۱۱۳۷۰، عن سعید بن المسیب والشعبی : ۱۱۳۷۱ عن محمد (بن سیرین) وغیرہم من آثار التابعین قالوا: لیس علی المیت دعاء موقت (نحو المعنیٰ) وھو صحیح عنہم] ❺ البخاری: ۱۳۳۴، ومسلم: ۹۵۲

❻ عبدالرزاق ۳/۴۸۹ ح ۶۴۲۸ وسندہ صحیح، وھو مرفوع، ابن ابی شیبہ ۳/۳۰۷ ح ۱۱۴۹۱، عن ابن عمر من فعلہ وسندہ صحیح

تنبیہ: نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت نہیں ہے۔شیخ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز (ص ۱۲۷) میں بحوالہ بیہقی (۴/۴۳) نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام والی روایت لکھ کر اسے حسن قرار دیا ہے۔لیکن اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

① حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے اور یہ روایت قبل از اختلاط نہیں ہے۔

② حماد مذکور مدلس ہے دیکھئے طبقات المدلسین (۲/۴۵) اور روایت معنعن ہے۔امام عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ جو شخص جنازے میں دو سلام پھیرتا ہے وہ جاہل ہے جاہل ہے۔(مسائل ابی داود ص ۱۵۴ وسندہ صحیح)

الطبعة الثالثة : مختصر صحیح نمازِ نبوی

زبیر علی زئی

(۲۵ ذوالقعدة ۱۴۲۷)